THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Monday, March 03, 2014

(102nd Session)

Volume III, No. 05

(Nos. 01–10)

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad.

Volume–III
No.05

SP.III(05)/2014
15

CONTENTS

		Pages
1.	Recitation from the Holy Quran ………………………………………………….…	1
2.	Leave of Absence ……………………………………………………………………..	2
3.	Point of order raised by Senator Zaheer-ud-Din Babar Awan on Target Killing of Advocates and a Judge in the Session Court, Islamabad…………………………………………………………………………...	2
	Participated by:	
	i) Senator Saeed Ghani………………………….……………..	5
	ii) Senator Muhammad Zahid Khan………………………..	8
	iii) Senator Haji Muhammad Adeel………………………..	10
	iv) Senator Farhatullah Babar………………………………..	11
	v) Senator Afrasiab Khattak…………………………………	12
	vi) Senator Abdul Rauf…………………………………………..	14
	vii) Senator Hafiz Hamdullah…………………………………..	15
	viii) Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi…..	19
	ix) Senator Sehar Kamran……………………………………….	22
	x) Senator Mushahid Hussain Sayyed……………………	23
	xi) Senator Muhammad Kazim Khan………………………	26
	xii) Senator Sardar Ali Khan…………………………………..	27
4.	Motion Under Rule 263 moved by Senator Raja Mohammad Zafar ul Haq Regarding Redesignation of Private Members' Day………………..	29
5.	Direction of the Chairman:	
	(a) The Security Policy Document be Placed before the Senate………	30
	(b) Submission of Report of the Terrorist Activity in Islamabad District Court.	30

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, March 03, 2014

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at thirty-four minutes past three in the evening with Mr. Chairman (Syed Nayyer Hussain Bokhari) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

مِنْ اَجْلِ ذٰلِکَ ۚۛ كَتَبْنَا عَلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَنَّہٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْ
فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا ؕ وَ مَنْ اَحْیَاہَا فَكَاَنَّمَآ اَحْیَا النَّاسَ
جَمِیْعًا ؕ وَ لَقَدْ جَآءَتْہُمْ رُسُلُنَا بِالْبَیِّنٰتِ ۫ ثُمَّ اِنَّ كَثِیْرًا مِّنْہُمْ بَعْدَ ذٰلِکَ فِی
الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ ﴿۳۲﴾ اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ وَ
یَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْٓا اَوْ یُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْہِمْ وَ اَرْجُلُہُمْ
مِّنْ خِلَافٍ اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ؕ ذٰلِکَ لَہُمْ خِزْیٌ فِی الدُّنْیَا وَ لَہُمْ فِی
الْاٰخِرَۃِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ﴿۳۳﴾ۙ

ترجمہ: اس (قتل) کی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر یہ حکم نازل کیا کہ جو شخص کسی کو (ناحق) قتل کرے گا (یعنی) بغیر اس کے کہ جان کا بدلہ لیا جائے یا ملک میں خرابی کرنے کی سزا دی جائے اس نے گویا تمام لوگوں کو قتل کیا اور جو اس کی زندگانی کا موجب ہوا تو گویا تمام لوگوں کی زندگانی کا موجب ہوا۔ اور ان لوگوں کے پاس ہمارے پیغمبر روشن دلیلیں لا چکے ہیں۔ پھر اس کے بعد بھی ان میں بہت سے لوگ ملک میں حد اعتدال سے نکل جاتے ہیں۔ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی کریں اور ملک میں فساد کرنے کو دوڑتے پھریں ان کی یہی سزا ہے کہ قتل کر دیے جائیں یا سولی چڑھا دیے جائیں یا ان کے ایک ایک طرف کے ہاتھ اور ایک ایک طرف کے پاؤں کاٹ دیے جائیں یا ملک سے نکال دیے

جائیں۔ یہ تو دنیا میں ان کی رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لیے بڑا (بھاری) عذاب (تیار) ہے۔

(سورۃالمائدہ: آیات 32 تا 33)

Leave of Absence

جناب چیئرمین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ پروفیسر ساجد میر صاحب ذاتی مصروفیات کی بناء پر مورخہ 28 فروری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب شاہی سید صاحب نے ملک سے باہر ہونے کی بناء پر مورخہ 3 تا 7 مارچ ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: ڈاکٹر محمد جہانگیر بدر صاحب ذاتی مصروفیات کی بناء پر مورخہ 28 فروری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جی، بابر اعوان صاحب۔

Point of Order: Killing of Advocates and a Judge in the Session Court Islamabad.

سینیٹر ظہیر الدین بابر اعوان: شکریہ جناب چیئرمین! میں آپ کی اور آپ کے ذریعے اس ایوان کی توجہ آئین کے آرٹیکل ۴ اور ۹ کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ جس میں ریاست کی ذمہ داری ہے

اور ریاست چلانے کے لیے حکومت کی ذمہ داری ہے، we all know and understand it. آج اسلام آباد میں بڑے پیمانے پر وکیلوں اور ججوں کی ٹارگٹ کلنگ ہوئی ہے۔ جناب والا! اس حوالے سے میں دو اہم باتیں آپ کو بتانا چاہتا ہوں۔ آپ بھی اس بار کے رکن ہیں، قائد ایوان بھی اس بار کے رکن ہیں۔ اسلام آباد کی کورٹس میں چار مختلف جگہوں پر metallic gates لگائے گئے ہیں، چاروں پر آج کوئی چوکیدار نہیں تھا۔ آپ بار کے کسی آدمی سے فون پر پوچھ لیجیئے، کوئی گارڈ نہیں کھڑا تھا اور چاروں گیٹ کام نہیں کر رہے تھے۔ تقریباً ۴۴ منٹ تک راجہ اشتیاق صاحب کے چیمبر میں جا کر فائرنگ کی گئی، جہاں پر قاضی بابر صاحب بھی زخمی ہوئے۔ بار ایسوسی ایشن کے ہال میں فائرنگ کی گئی۔ سیشن جج رفاقت کے کمرے میں جا کر ان کو مارا گیا، بربریت اور خون کی ہولی کھیلی جاتی رہی لیکن کوئی پولیس والا یا انتظامی عہدیدار موقع پر موجود نہیں تھا، نہ ہی کسی نے intervene کیا۔ اس کے بالکل سامنے بچوں کا سکول ہے، کچہری سے ایک گلی کے فاصلے پر میری رہائش ہے اور تین گلیاں چھوڑ کر میرا دفتر ہے، ایک کربلا برپا رہی اور یوں لگتا تھا کہ پاکستان میں بدقسمتی کے ساتھ بہادر شاہ ظفر کے دور کا آخری نمونہ پیش کیا جا رہا ہے کہ صرف لال قلعہ کی حفاظت کرنی ہے، ریڈزون سے باہر کوئی شہری اس قابل نہیں ہے کہ اس کو تحفظ دیا جائے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بیس سے زیادہ وکلا، آپ ہو آئے ہوں گے، یا جائیں گے، آپ کو ضرور جانا چاہیے وہ زخمی ہیں اور ان میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جس کو fire arm injury نہ ہوئی اور جو جج صاحب تھے his dead body is riddled with the bullet. میں دو سوال اٹھانا چاہتا ہوں کہ کیا یہ ریاست کی بنیادی ذمہ داری نہیں ہے کہ وہ equal protection دے جس طرح میں نے آئین کا حوالہ دیا اور thank you very much you just looked into the relevant Articles, equal protection دیں۔ کیا equal protection یہی ہے کہ sitting judge کے دروازے پر ایک سپاہی بھی نہ ہو اور ریٹائرڈ جج کے پاس سولہ گارڈ ہیں، سارے کے سارے elite force والے ہیں۔ Sitting judge کی عدالت اس قابل بھی نہ ہو کہ وہ چارہ اس میں آکر بیٹھ سکے اور کام کر سکے اور جو ریٹائرڈ ہے اس کے پاس سرکاری بلٹ پروف گاڑی ہو، یہ dichotomy سمجھ میں آتی ہے کہ جو لوگ اختیار و اقتدار میں ہیں ان کو گارڈز کی ضرورت ہے اور ہونی بھی چاہیے، لیکن ان جگہوں پر جہاں فالتو گارڈز ہیں یعنی پراپرٹی ڈیلروں اور کاروباری لوگوں کے ساتھ گارڈز لگے ہوئے ہیں ان سے زیادہ ضروری کیا یہ انصاف کے ایوان نہیں ہیں جو پاکستان کے غریب

لوگوں کی آخری پناہ گاہیں ہیں، جہاں ہمیں بھی ضرورت پڑتی ہے ہم بھی جاتے ہیں۔ جب ان کو ضرورت پڑتی ہے تو بار میں آتے ہیں اور بار والے عدالتوں میں جاتے ہیں۔

جناب والا! دوسرا پہلو یہ ہے کہ اس طرح کے جرائم کی rehearsal اسلام آباد میں پہلے ہوئی اور میں ایک نام لینا چاہوں گا۔ پہلے rehearsal سکندر کیس میں ہوئی آپ کے بالکل سامنے جدھر آپ منہ کر کے بیٹھے ہوئے ہیں سڑک پر بارہ گھنٹے تک پورا پاکستان ایک آدمی نے یرغمال بنائے رکھا۔ اس کو قابو کرنے والا کوئی نہیں تھا، آج ایک درجن آدمی آئے، درجنوں لاشیں گرائیں، دو اڑھائی درجن زخمی کیے اور واپس چلے گئے، ان کو پکڑنے والا کوئی نہیں ہے۔ یہی سٹوری ہو گی کہ تحقیقات ہو رہی ہیں، پھر یہی سٹوری ہو گی کہ کمیشن بن گیا، پھر یہی سٹوری کہ probe ہو رہی ہے۔ ایک بنیادی سوال یہ ہے کیا internal security policy اس قابل نہیں ہے کہ یہ ایوان اس کو دیکھے، شاید ایسا ہی ہو، اگر یہ ایوان اس قابل نہیں ہے کہ اس میں وزیراعظم کبھی تشریف لائیں تو شاید یہ بھی ایسا ہی ہو لیکن کیا اس ایوان کو یہ بھی پتا نہیں چلے گا کہ وہ بار جس سے آپ کا خمیر اٹھا، میرا خمیر اٹھا، ظفر علی شاہ کا خمیر اٹھا، بہت ساروں کا خمیر اٹھا اس میں ہونے والی وکلا اور ججوں کی ٹارگٹ کلنگ، پر بھی کچھ نہیں ہوگا۔ جناب! میں آپ سے اپیل کرتا ہوں، وکلا آپ سے توقع کرتے ہیں، اسلام آباد کے شہری بھی آپ سے بجا طور پر توقع کرتے ہیں، میں نے گیس کے مسئلے پر کھڑے ہو کر یہی بات آپ سے کہی تھی کہ آپ فوری طور پر رپورٹ منگوائیں، آپ پوچھیں یہ security lapse کیسے ہوا۔ آج دو دفعہ ایس ایس پی نے حکومتی پارٹی کے ایم این اے کے ساتھ وکلا کے پاس جانے کی کوشش کی تو ایس ایس پی کو وکلا نے گھسنے نہیں دیا، جو گیارہ بجے کے بعد ٹریک سوٹ میں کچہری میں آیا۔ اتنے اتنے لمبے اس نے بال رکھے ہوئے ہیں، اگر ہم نے اپنے خاندان کے لوگوں کو، قبیلے کے لوگوں کو، اپنی constituency کے لوگوں کو accommodate کرنا ہے تو اس کی بہت سی دوسری جگہیں ہو سکتی ہیں، اسلام آباد کی انتظامیہ نازک بات ہے، Islamabad Capital Development نازک بات ہے۔ آپ اس پر رپورٹ طلب کیجیئے اور فوری طور پر ہمیں پتا چلنا چاہیے کہ وہ کون لوگ ہیں جو پاکستان میں عدل کے ان دو ستونوں کو ٹارگٹ کلنگ کا شکار بنا رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی راجہ ظفر الحق صاحب۔

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق (قائد ایوان): جناب والا! میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا تھا کہ یقیناً جس واقعہ کی طرف، جس سانحہ کی طرف سینیٹر بابر اعوان صاحب نے توجہ مبذول فرمائی ہے وہ ایک بہت ہی اندوہناک واقعہ ہے اس میں قیمتی جانیں ضائع ہوئی ہیں، اس کا دوسرا پہلو انتظامیہ ہے، میں نے پیغام بھجوایا تھا وزیر مملکت برائے داخلہ کو کہ اس وقت تک جو ان کی معلومات ہیں وہ اس ہاؤس کے ساتھ share کریں اور I have been told کہ وہ یہاں تشریف لائیں گے اور اس معاملے پر بات کریں گے۔

جناب چیئرمین: جی سعید غنی صاحب۔

سینیٹر سعید غنی: بہت شکریہ چیئرمین صاحب، میں بھی اسی واقعے پر بات کرنا چاہوں گا۔ بابر اعوان صاحب نے تفصیلات سامنے رکھی ہیں۔ یہ واقعہ نہایت ہی افسوس ناک ہے اور اس کی جس قدر مذمت کی جائے کم ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس واقعے کو ہمیں isolation میں نہیں دیکھنا چاہیئے۔ یہ بات بالکل ٹھیک ہے کہ جج صاحبان کو جب تک تحفظ کا احساس نہیں ہوگا، وہ فیصلے نہیں کر سکیں گے اور یہ ہی رونا ہم کافی عرصے سے رو رہے ہیں کہ جج صاحبان دہشت گردوں کو سزائیں نہیں دے سکتے ہیں۔ اگر ججوں کو اپنی عدالتیں چھوڑ کر باہر بھاگنا پڑے اور اگر نہ بھاگیں تو گولیوں سے بھون دیئے جانے کا خوف ہو تو کوئی ملکی عدالت فیصلے نہیں کر پائے گی۔

جناب! آج صبح لنڈی کوتل میں سیکورٹی اہلکاروں کی ایک گاڑی پر بم پھٹتا ہے۔ اس میں دو اہلکار شہید ہوتے ہیں، چار زخمی ہوتے ہیں اور پھر اس کے تھوڑی ہی دیر بعد اسلام آباد کا یہ افسوس ناک واقعہ ہوتا ہے۔ کل وزیر داخلہ صاحب نے یہ فرمایا کہ جناب! ہم نے بھی دہشت گردوں کے خلاف جو فضائی حملے ہو رہے تھے وہ روک دیے ہیں لیکن ہم حملوں کا جواب دینے کا حق اپنے پاس محفوظ رکھتے ہیں۔ مجھے سمجھ میں نہیں آتا کہ ایک وقت وہ تھا کہ جب ہمارے وزرا صاحبان فرما رہے تھے اور وزیر دفاع نے کہا، وزیر اطلاعات نے کہا، اور غالباً وزیر داخلہ نے بھی کہا کہ ہم نے فوج کو اپنے دفاع کی اجازت دے دی ہے۔

جناب چیئرمین! فوج اپنا دفاع بالکل کرے لیکن فوج اس لیے نہیں ہوتی کہ وہ اپنا دفاع کرے۔ ہمارا، آپ کا اور اس ملک کا دفاع کرنا بھی فوج کی ذمہ داریوں میں شامل ہے۔ اس قسم کے

بیانات دے کر، میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے وزراء نے ہماری فوج اور عام لوگوں کے درمیان جو ایک تعلق ہونا چاہیے، اس کو کمزور کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہنا تو یہ چاہیے تھا ہم نے فوج کو اپنے ملک کے عوام کے دفاع کی اجازت دے دی ہے، انہوں نے یہ نہیں کہا۔ Confusion اتنا زیادہ ہے کہ اگر فوج کارروائی کرتی بھی ہے تو وہ اس کو صرف یہ رنگ دیتے ہیں کہ فوج اپنے نوجوانوں کے دفاع میں آپ پر حملے کر رہی ہے۔ باقی لوگوں کو مارتے رہو، یہ کیڑے مکوڑے ہیں، ان کا دفاع کرنے کے لیے ہم تیار نہیں ہیں۔ پھر جس طرح کل وزیر داخلہ فرمار ہے تھے جس کا میں نے ابھی تذکرہ کیا کہ حملے ہوں گے تو ہم جواب کا حق رکھتے ہیں۔

ایک طرف TTP نے کہا کہ ہم نے جنگ بندی کا اعلان کر دیا ہے۔ دوسری جانب ہماری حکومت کا response بھی آگیا کہ ہم نے بھی قبول کر لیا ہے۔ آج ان کے ترجمان نے یہ کہہ دیا کہ یہ جو واقعہ ہوا ہے اس سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے۔ جب کمیٹیاں آپس میں بیٹھی تھیں اس دوران جب دہشت گردی کے واقعات ہو رہے تھے تو پہلے جو چھ سات واقعات ہوئے ان سے لاتعلقی کا اعلان کیا گیا اور ہم اس وقت بھی کہہ رہے تھے کہ ٹھیک ہے اگر TTP کی باتوں پر آپ کو یقین ہے اور آپ کو اس بات کا 100 فیصد اطمینان ہے کہ وہ آپ سے غلط بیانی نہیں کر سکتے، جب وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے نہیں کیا تو انہوں نے نہیں کیا ہوگا لیکن کوئی تو ایسے لوگ ہیں، کوئی تو ایسے گروہ ہیں، کچھ تو ایسی طاقتیں ہیں جو یہ کر رہی ہیں۔ آپ مت کریں شاہد اللہ شاہد کے خلاف کارروائی، آپ مت کیجیے مولانا فضل اللہ کے خلاف کارروائی لیکن جو لوگ دہشت گردی کر رہے ہیں، جو لوگ بے گناہوں کو ہلاک کر رہے ہیں کم از کم ان کے خلاف تو کارروائی کیجیے اور اب میں انتظار کروں گا کہ وزیر داخلہ صاحب نے جو کل فرمایا تھا کہ جو حملے کریں گے ہم ان کو جواب دیں گے، اب ان کا جواب کہاں دیا جاتا ہے جنہوں نے اسلام آباد میں ججز اور وکلاء کو ہلاک کیا، شہید کیا اور جنہوں نے ہمارے security اہلکاروں کو لنڈی کوتل میں ہلاک کیا ہے۔

جناب! میں اس کے ساتھ ساتھ ایک اور گزارش کروں گا کہ کل رات ہمارے انتہائی قابل احترام سینیٹر اسلام الدین شیخ صاحب کے گھر پر بھی فائرنگ ہوئی ہے۔ ان کے گھر میں کوئی شخص داخل ہوا، کچھ لوگ باہر تھے تو ان کے ایک چوکیدار نے ایک آدھ فائر کیا جس کی وجہ سے انہوں نے فائرنگ کی اور بھاگ گئے لیکن اگر یہ صورتحال ہو کہ sitting Senator جو ہمارے Chief Whip بھی ہیں ان کے گھر پر بھی حملہ ہوتا ہے، جس کا شاید وزیر صاحب کو پتا بھی ہے کہ نہیں ہے لیکن اس میں

افسوس ناک پہلو یہ آرہا ہے کہ حکومت جو فیصلے کر رہی ہے وہ رد عمل میں کر رہی ہے۔ فیصلہ کرنے کا جو اختیار ہے وہ ایسا لگتا ہے کہ TTP کے پاس ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم آئین کو نہیں مانتے آپ کہتے ہیں چلیں ٹھیک ہیں، آگے بڑھتے ہیں کچھ کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں جی شریعت نافذ کرنی ہے، آپ کہتے ہیں ٹھیک ہے، آگے بڑھتے ہیں۔ پھر آپ کہتے ہیں غیر اعلانیہ ceasefire کریں۔ انہوں نے جب ceasefire کیا جناب چیئرمین! تو اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے یہ کہا کہ ceasefire کے لیے جو ہم نے تجاویز دی تھیں ان پر حکومت نے مثبت جواب دیا ہے اور حکومت کی جانب سے کوئی denial نہیں ہے۔ TTP نے unconditional ceasefire نہیں کیا اور حکومت نے یہ نہیں بتایا کہ وہ کونسی تجاویز تھیں یا کون سے مطالبات تھے جن پر حکومت نے مثبت جواب دیا ہے۔ جو اخباری اطلاعات ہیں ان میں ایک یہ ہے کہ ان کے جو لوگ پکڑے گئے ہیں، عورتیں ہیں، بچے ہیں، بزرگ ہیں ان کو وہ چھوڑ دیں گے جس سے ہماری security agencies انکار کرچکی ہیں۔ دوسری تجویز جو انتہائی خطرناک ہے کہ وہ کچھ علاقے سے فوج کو withdraw کریں گے اور وہ ایسا علاقہ ہوگا جہاں پر بیٹھ کر ان سے dialogue کیے جائیں گے۔

جناب! اگر حکومت نے ان کے اِن مطالبات کا positive جواب دیا ہے تو حکومت کو یہ مطالبہ بھی کرنا چاہیے کہ یوسف رضا گیلانی کا بیٹا ان کے پاس ہے، گورنر سلمان تاثیر کا بیٹا بھی ان کے پاس ہے، پشاور کے ایک پروفیسر بھی ان کے پاس ہیں، ایک ہمارے retired سینئر فوجی افسر کا داماد بھی ان کے پاس ہے، ایسے بے شمار بے گناہ لوگ ہیں جو انہوں نے اپنی custody میں رکھے ہوئے ہیں، اگر آپ اُن کے کہنے پر اُن کے لوگوں کو چھوڑنے جا رہے ہیں تو کم از کم دوسری طرف سے اُن لوگوں کو چھڑایا جانا چاہیے۔

میں سمجھتا ہوں کہ جو ceasefire ہے اگر حکومت نے کہا تھا کہ وہ غیر مشروط ہونا چاہیے تو اس کی وضاحت ہونی چاہیے۔ میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ حکومت کے پاس اختیار ہے، وہ فیصلہ کرے، وہ بات کرنا چاہتے ہیں، وہ لڑائی کرنا چاہتے ہیں، وہ آپریشن کرنا چاہتے ہیں، یہ اُن کا اختیار ہے۔ ہم اُن پر اپنی رائے مسلط نہیں کر سکتے لیکن کم از کم ہم پوچھنے کا حق ضرور رکھتے ہیں، ہم اس شہر کے باشندے ہیں، اس ملک کے باشندے ہیں۔ اس ملک میں بے گناہ لوگ مارے جارہے ہیں۔ اگر حکومت

اس پر آنکھیں بند کر کے بیٹھی رہے گی اور وزیر داخلہ اس طرح لاپتا ہو جائیں گے کہ وہ کبھی ہمیں سینیٹ میں نظر نہیں آئیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ بہت افسوس کی بات ہے۔

جناب چیئرمین: جی زاہد خان صاحب۔

سینیٹر محمد زاہد خان: شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب والا! اسلام آباد کا واقعہ بہت خوفناک اور دردناک ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ کچھ دن پہلے ایک Standing Committee کی meeting میں ایک سیکریٹری صاحب نے کہا کہ اسلام آباد سب سے زیادہ خطرناک علاقہ ہے اور وہ بات اخبارات اور میڈیا کے ذریعے عوام تک پہنچی اور ساتھ ہی تشویش بھی ہوئی اور وہ اس لیے کہ اسلام آباد کا نام آیا ہے۔ یہ سب پاکستانی جانتے ہیں کہ ہمارے ہاں کوئی ایسی جگہ نہیں ہے جس کو آپ محفوظ تصور کر سکیں۔ چاہے وہ اسلام آباد ہو یا اس میں red zone ہو، کسی دن ادھر کا بھی کوئی رخ کر لے گا اور پھر شاید یہاں کوئی بھی نظر نہیں آئے گا۔ وہ وہاں پر بھی آسانی سے پہنچ جائیں گے۔ بدقسمتی ہے کہ پھر وزیر داخلہ بیان دیتے ہیں، پریس کانفرنس کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جی یہ غلط کہا گیا، اسلام آباد سب سے زیادہ محفوظ ترین جگہ ہے۔ اب محفوظ ترین جگہ کا حال آپ کے سامنے ہے۔ ہم اپنے ججز کو عدالتوں میں security نہیں دے سکتے، عام عوام کو تو چھوڑ دیں۔ صبح جو واقعہ لنڈی کوتل میں ہوا اور ہمارے صوبے میں تو روزانہ target killing ہو رہی ہے۔ بدقسمتی سے ہمارا میڈیا ان کی خبریں نہیں دے رہا ہے۔ میں نے اس وقت بھی دیکھا کہ مذہبی پارٹیوں یا سیاسی پارٹیوں نے statement دیا کہ طالبان نے لاتعلقی کا اظہار کیا ہے اور اسی پر وہ خوشی کا اظہار کر رہے ہیں کہ طالبان نے ان واقعات سے لاتعلقی کا اظہار کیا ہے۔ اب ہم اس پر خوش ہیں۔ ہم اس پر خوش نہیں ہیں کہ ہمارے لوگ شہید ہو رہے ہیں، جو ہمارا خون بہہ رہا ہے اس کا ذمہ دار کون ہوگا۔ کیا حکومت ہے؟ کیا وہ کمیٹی ہے؟ یا طالبان ہیں؟ اب اگر اس ملک میں یہ صورتحال ہے اور ایک نے تو کہا ہے کہ جی جو بھی ہو رہا ہے وہ امریکہ کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ بھئی اگر وہ امریکہ کو مارنا چاہتے ہیں تو وہاں جا کر ماریں لیکن آپ اپنی قوم کو تو بچائیں، اپنے لوگوں کو تو بچائیں۔ آج جو خوفناک حادثہ اسلام آباد میں ہوا ہے اس کے بعد کون سا وکیل کل وہاں پر جائے گا؟ کیوں کوئی جج وہاں پر بیٹھے گا اور کوئی فیصلہ کرے گا؟ کیوں وہ کسی کے خلاف فیصلہ کرے گا۔ میں نے تو یہاں تک سنا ہے کہ کچھ عرصہ پہلے اس جج صاحب نے پرویز مشرف کے خلاف کیس لینے سے انکار کیا تھا۔ اب اگر واقعی یہ صورتحال ہے تو کیا message دیا گیا ہے۔ یہ message دیا گیا ہے کہ کوئی بھی اس ملک میں

محفوظ نہیں ہے۔ Terrorists یہ کام کر سکتے ہیں اور ہم اسی پر خوش ہیں کہ جی طالبان نے انکار کیا ہے۔ میرے خیال میں ہم نے کبوتر کی طرح آنکھیں بند کی ہوئی ہیں اور ہم یہ سمجھ رہے ہیں کہ ہم بچ جائیں گے اس طرح تو اس ملک کا کوئی بھی کونا محفوظ نہیں رہ سکے گا اور یہ بات ہم بہت پہلے سے کہتے آرہے ہیں لیکن اس وقت یہ بات کوئی نہیں مان رہا تھا۔ ہاں قبائلی علاقوں میں bases ضرور ہوں گی لیکن آپ کا پنجاب ان چیزوں سے بھرا ہوا ہے۔ آپ کی جتنی بھی banned تنظیمیں ہیں ان کے headquarters آپ کے پنجاب میں ہیں۔ آپ کے جتنے بھی مدارس ہیں ان میں یہ لوگ موجود ہیں لیکن آپ نے کبوتر کی طرح آنکھیں بند کی ہوئی ہیں اور صرف یہی لارا لگایا ہوا ہے کہ جی مذاکرات ہو رہے ہیں۔ مذاکرات بے شک ہوں لیکن کیا یہ مذاکرات عوام کو امن و سکون پہنچا رہے ہیں؟ آپ دیکھ رہے ہیں کہ 29 جنوری کو کمیٹی بنی اور آج تک اس خطے میں، پاکستان کے عوام کو کیا امن ملا؟ اور اگر نہیں ملا تو ہمارے وزیر داخلہ اس ایوان میں آکر بتا دیں کہ آپ نے جو دعویٰ کیا تھا وہ صحیح تھا یا جو سیکریٹری نے میٹنگ میں بتایا تھا وہ صحیح تھا اور اگر وہ صحیح تھا جو سیکریٹری نے میٹنگ میں بتایا تھا اور آپ کا دعویٰ غلط تھا تو آپ کو مستعفی ہونا چاہیے کیونکہ آپ اس ملک کو اور خصوصاً اسلام آباد کو control نہیں کر سکے جہاں پانچ، چھ یا سات لاکھ کی آبادی ہے تو آپ ملک کو کیا control کر سکو گے اور ملک کے عوام کو کیا تحفظ دے سکو گے۔ اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ وہ آکر بتا دیں اور وزیراعظم بھی اپنا بائی کاٹ ختم کریں اور یہاں آکر بتا دیں کہ dialogue میں کیا ہوا اور کیا فیصلے ہوئے ہیں۔ جس طرح انہوں نے بات کی ہے وہ بالکل ٹھیک ہے جو تحریک طالبان والے کہتے ہیں کہ جو ان کی تجاویز ہیں ان کا مثبت جواب ملا۔ وہ تجاویز کیا تھیں؟ قوم بے خبر، پارلیمنٹ جو قوم کی نمائندہ ہے وہ بھی بے خبر، تو پھر اس ملک کو ہم کس طرف لے کر جانا چاہتے ہیں اور اگر ہم افغانستان کو اپنا پانچواں صوبہ بنانے کا سوچیں گے تو ہم امن سے نہیں رہ سکتے۔ اگر ہم نے dialogue کرنا ہے، اگر ہم نے operation کرنا ہے تو اس خطے کے اہم ممالک کو آپس میں مل کر بیٹھنا ہوگا۔ اگر نہیں بیٹھیں گے تو یہ ملک تباہی کی طرف جائے گا اور موجودہ حکمران جس طرح اس ملک کو اس طرف لے کر جا رہے ہیں شاید اس سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا ہوگا۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی حاجی عدیل صاحب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: محترم چیئرمین صاحب آپ کا شکریہ۔ آج جو کچھ اسلام آباد میں ہوا اور صبح TV پر خبر یوں آئی کہ عدالتوں میں فائرنگ ہو رہی ہے اور ایک گروہ فائرنگ کر رہا ہے۔ اس کے بعد دوسری خبر یہ آئی کہ دو گروہ آپس میں لڑ رہے ہیں۔ تیسری خبر یہ آئی کہ پولیس اور فائرنگ کرنے والوں کے درمیان مقابلہ ہے اور آخر میں پتا چلا کہ دہشت گرد ہیں۔ بد قسمتی سے شاید وہاں پولیس موجود ہی نہیں تھی جیسا کہ بابر صاحب نے کہا اور نہ خبر ایسی نہ ہوتی۔ جناب چیئرمین! اس قسم کے واقعات خیبر پختونخوا اور فاٹا میں ہوتے رہے ہیں اور روز ہو رہے ہیں۔ اسلام آباد capital ہے اور یہ واقعہ عدالت میں ہوا ہے تو یہ زیادہ افسوسناک ہے کیونکہ اس کے متعلق محترم وزیر داخلہ دعویٰ کر چکے ہیں کہ ہم نے اسلام آباد کو محفوظ کر لیا ہے۔ وہ جب وزیر داخلہ بنے تھے تو سب سے پہلا کام یہ کیا کہ ہم تمام لوگوں سے جو گزشتہ کئی سال سے دہشت گردوں کا مقابلہ کر رہے ہیں، ہمارے ایک ہزار سے زائد ساتھی شہید ہوئے، security withdraw کر لی اور یہ کہا کہ ہم ایک علیحدہ security force بنا رہے ہیں اور چند دنوں کے اندر آپ کو security مل جائے گی۔ اب نو ماہ ہو چکے ہیں، ہم سے security withdraw کی جا چکی ہے۔ ہمارے پاس نہ FC ہے اور نہ ہی اسلام آباد پولیس کا کوئی بندہ ہے۔

جناب چیئرمین! کل حکومت کی طرف سے بیان آیا کہ طالبان نے ایک ماہ کے لیے یکطرفہ ceasefire کا اعلان کیا ہے، حکومت نے بھی فیصلہ کیا ہے کہ surgical attacks نہیں ہوں گے۔ جناب چیئرمین! ہمیں سمجھ نہیں آتی کہ یہ طالبان جن کی کمیٹی بنی ہے، یہ کون لوگ ہیں، ان میں کون کون سے groups شامل ہیں اور کون کون سے groups ان کی بات مانتے ہیں۔ آج طالبان نے کہا ہے کہ یہ واقعہ ہم نے نہیں کیا۔ اس سے پہلے بھی جب دو کمیٹیوں کے درمیان مذاکرات ہو رہے تھے تو اس وقت بھی یہ کہا تھا کہ یہ ہم نے نہیں کیا۔ پشاور میں چرچ تباہ ہوا، سو کے قریب لوگ شہید ہوئے، قصہ خوانی بازار میں لوگ شہید ہوئے تو کہا کہ یہ ہم نے نہیں کیا۔ اب 'یہ ہم نے نہیں کیا' والی پالیسی اختیار کر لی گئی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ پاکستان بھی surgical attacks کرے اور کہے کہ یہ ہم نے نہیں کیے۔ جب ان پر attacks ہوتے ہیں تو اشارہ ہوتا ہے کہ امریکہ نے کیا ہے تو پاکستان بھی ایسا کرے اور کہے کہ یہ امریکہ نے کیا ہے، یہ ڈرون حملوں سے ہوا ہے، ہم نے نہیں کیا۔

جناب چیئرمین! ایسے نہیں چلے گا۔ ہمیں بیوقوف بنایا جا رہا ہے اور ہماری حکومت بیوقوف بن رہی ہے۔ ہمارے لوگ مر رہے ہیں اور ہم ceasefire کر رہے ہیں بلکہ ceasefire کر چکے

ہیں۔ آخر جلدی کیا تھی؟ اگر ان کی طرف سے ایک ماہ کہا گیا تھا تو ایک ماہ انتظار کر لیتے اور دیکھتے کہ یہ یکطرفہ ceasefire واقعی ہے بھی یا نہیں لیکن ہمیں بڑی جلدی تھی اور ہم نے اپنی فوج کو کہا کہ اپنا کام چھوڑ دو۔ یہ بڑی عجیب بات ہے کہ ہم دنیا کی پانچویں بڑی فوج کے مالک ہیں، ہمارے پاس ایٹم بم ہے، ہم اس کی حفاظت کرتے ہیں لیکن اپنے عوام کی حفاظت نہیں کر سکتے۔ ہمارے عوام گلیوں، کوچوں، بازاروں، مسجدوں، چرچوں اور عدالتوں میں مارے جا رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! بڑے دکھ کا مقام ہے۔ وزیر اعظم بھی اس ایوان میں تشریف نہیں لاتے، شاید ان کو خوف ہے کہ یہاں کوئی پراسرار قوتیں یا جنات ہیں جو ان پر اثر کریں گے اور وزیر داخلہ بھی ان کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین! فرحت اللہ بابر صاحب۔

Senator Farhatullah Babar: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ Thank you. Mr. Chairman for giving me this opportunity. Mr. Chairman, this morning's incident has a dark symbolism as well as a very bitter lesson. Mr. Chairman, the symbolism is that the institution of judiciary and justice in the heart of the capital has been attacked. It was an attempt to demolish and demoralize the judiciary, which is the last out post of social stability in any country and this brazen attack on the last out post of social stability in the country has taken place in the very heart of the federal capital. This has taken place within 36 hours of the announcement of the Interior Minister that they have devised a plan whereby, now anybody entering or leaving Islamabad or where he is staying in Islamabad is all computerized and that he can identify on asking who is living where and from which road he or she has entered Islamabad. Mr. Chairman, this symbolism must not be lost sight of. We have seen many attacks by the militants in the past also but in terms of symbolism this was the gravest. Mr. Chairman, what is the lesson? The lesson is that the initiative rests in the hands of the militants.

Whenever they want to ceasefire, they did not agree to the ceasefire when you ask them. They announced ceasefire unilaterally. They made the government and the security agencies to go into lull and then again they seized the initiative and launched this attack.

جناب چیئرمین! آج کے incident کا lesson ہے کہ initiative ان کے ہاتھ میں ہے اور اب ہم میں سے کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ کسی third force, fourth force نے کیا ہے there are apologists for the militants. جناب چیئرمین! جب مہمند اور خیبر ایجنسی کا واقعہ ہوا، جس میں سیکورٹی اہلکاروں کو بیدردی سے شہید کیا گیا تو حکومت، security کے اداروں نے بالکل مناسب کارروائی کرتے ہوئے ان کے ٹھکانوں پہ حملہ کیا۔ آج اگر عدلیہ پر حملہ ہوا ہے، اگر اس ستون پر حملہ ہوا ہے اور اس کے جواب میں اسی طرح کی کارروائی نہ کی گئی جو FC کے 23 جوانوں کو شہید کرنے کے بعد ہوئی تھی اور جو خیبر ایجنسی میں security اہلکاروں کو شہید کرنے کے بعد ہوئی تھی، آج کے واقعہ کے بعد اس طرح کی کارروائی فی الفور نہ کی گئی تو Mr. Chairman, it will send a very discouraging signal to the civil society. Thank you.

جناب چیئرمین: شکریہ۔ افراسیاب صاحب۔

سینیٹر افراسیاب خٹک: جناب چیئرمین! میں اپنی بات شروع کرنے سے پہلے آپ کی اجازت سے یہاں ہماری Youth Parliament کے کچھ نوجوان دوست آئے ہیں، ان کا خیر مقدم کرتا ہوں۔

Mr. Chairman: We welcome them to watch the proceedings of the House.

سینیٹر افراسیاب خٹک: جناب چیئرمین! شکریہ۔ میں بھی آج کے المناک واقعے کی مذمت کرتے ہوئے مختصراً یہ گزارش کروں گا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کچھ سیاسی جماعتیں جو حکومت میں بھی ہیں، ان کا رویہ ایسا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ چونکہ طالبان نے لاتعلقی کا اظہار کیا ہے، اس لیے مبارک ہو،

ہم تو فارغ ہو گئے ہیں۔ اب تو عوام جانے اور ان کا کام جانے، ہماری ذمہ داری تو پوری ہو گئی ہے۔ جناب! کچھ حقیقتیں ہیں، ایک حقیقت یہ ہے کہ آج دہشت گردی ہوئی ہے، حقیقت یہ ہے کہ یہ حملہ پاکستان کے دارالخلافے میں ہوا ہے، حقیقت یہ ہے کہ اس حملے میں پاکستانی شہید ہوئے ہیں اور یہ بھی حقیقت ہے کہ دہشت گردوں کی فیکٹریاں جو یہ suicide bombers تیار کرتی ہیں، سب کو پتا ہے کہ وہ کہاں ہیں۔ یہ بالکل signature attacks ہیں اور ہمیں پتا ہے کہ کون کرتا ہے۔ پاکستان کے لوگوں کو یہ جاننے کے لیے کسی کے بتانے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ یہ لوگ کہاں سے آتے ہیں اور کون یہ حملے کراتا ہے۔ اگر ہم بھی یہ قصے بیان کر رہے ہیں تو پاکستان کے عوام یہ پوچھنے میں حق بجانب ہیں اور پہلی بات یہ ہے کہ جو لوگ apologists ہیں، جو terrorism یا دہشت گردی کو justify کرتے ہیں، کیا اتنی خونریزی کے بعد بھی ان کا ارمان پورا نہیں ہوا اور وہ اب بھی اپنی apologist policies جاری رکھیں گے۔ دوسرا پاکستانی عوام یہ پوچھتے ہیں کہ ریاست کہاں ہے، ریاست اپنی ذمہ داریاں کیوں پوری نہیں کر رہی؟ آج جج صاحب نے کہا کہ دھماکے کے بعد جب سب لوگ چلے گئے تو ان کا اتنا خون بہا کہ عدالت کا کمرہ خون سے بھر گیا کیونکہ کوئی اٹھانے والا نہیں تھا۔ آپ ذرا اندازہ کریں کہ یہ عدالت میں ہوا۔

چوتھا سوال یہ ہے کہ ہم anti terrorism کا اچھے سے اچھا قانون بھی بنا لیں گے لیکن اگر یہ سماں رہے گا تو کون سا جج cases کی سماعت کرے گا؟ کون سے وکیل cases کی پیروی کریں گے؟ اگر ریاست عدلیہ کو تحفظ نہیں دے سکے گی تو پھر تو ظاہر ہے کہ دہشت گردوں کی متوازی ریاست تو جنگ جیت رہی ہے۔ جو نفسیاتی جنگ ہے، اس میں وہ ایک قدم آگے بڑھ جاتے ہیں تو یہ ہماری ریاست کی ناکامی اور clear setback ہے۔ جناب والا! جو لوگ ریاست کو چلا رہے ہیں، ان کی ذمہ داری ہے۔ آپ ان لوگوں سے مذاکرات کر رہے ہیں لیکن اگر دھماکے بند نہیں ہوتے تو پھر مذاکرات کا کیا فائدہ ہے؟ آپ مذاکرات اس لیے کر رہے تھے کہ امن ہو جائے۔ اگر ان مذاکرات سے امن نہیں آتا تو پھر تو آپ ان لوگوں سے مذاکرات نہیں کر رہے جو جنگ لڑ رہے ہیں جو اصل فریق ہے، اگر آپ اس سے مذاکرات کر رہے ہیں تو پھر کس سے مذاکرات کر رہے ہیں؟ جناب والا! یہ ghost boxing ہے۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ طالبان کی کمیٹی میں طالبان اور حکومتی کمیٹی میں حکومت نہیں ہے۔ ایک ghost boxing اور وقت گزارنے والی بات ہے کہ چلیں ایک سال گزر گیا ہے اور مزید ایک،

ڈیڑھ سال اور گزار لیں گے پھر دیکھا جائے گا تو اس طرح سے نہیں ہو گا۔ میں demand کرتا ہوں کہ clear policy ہو۔ انتہا پسندی ٹھیک ہے یا غلط ہے، کالعدم تنظیمیں کالعدم ہیں یا نہیں، وہاں پر طالبان کو مسلط کرنے کی جو Afghan policy ہے، یہ ٹھیک ہے، یہ جاری رہے گی۔ اگر وہاں جاری رہے گی تو ظاہر ہے یہاں بھی اس کے اثرات ہوں گے۔ ان سوالوں کے جواب دینے ہوں گے۔ اس طرح نہیں چلے گا کہ ہم ایک دوسرے کو مبارک باد دے کر فارغ ہو جائیں کہ جنگ بندی ہو گئی ہے اور اگلے دن لوگوں کا ناحق خون بہے۔ مجھے بے حد افسوس ہوا ہے اور کچھ وکیل صاحبان کے ساتھ مل کر ہم نے professionally کام کیا تھا۔ میں نے ان میں کچھ کے بارے میں پوچھا تو معلوم ہوا کہ کچھ اس واقعے میں شہید ہو گئے ہیں۔ یہ بہت دکھ اور افسوس کی بات ہے اور حکومت کو اپوزیشن نے کئی مرتبہ offer کی تھی حالانکہ یہ حکومت کی ذمہ داری ہے لیکن اپوزیشن نے کہا ان سب چیزوں کی monitoring کے لیے آپ all parties parliamentary committee بنا دیں لیکن حکومت نے آج تک اس کا مثبت جواب نہیں دیا اور اپنی ذمہ داری پوری نہیں کی تو ظاہر ہے پاکستان کے عوام پھر اس طرح تماشا نہیں کریں گے اور حکومت کا House کے اندر اور باہر احتساب کرنے میں حق بجانب ہوں گے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: عبدالرؤف صاحب۔

سینیٹر عبدالرؤف: شکریہ۔ جناب چیئرمین! آج اسلام آباد میں افسوسناک واقعہ ہوا ہے اور خیبر پختونخوا میں بھی واقعات ہوئے ہیں۔ آج اسلام آباد دارالخلافہ سوگوار ہے اور اس کے اثرات پارلیمنٹ کے ایوان بالا اور ایوان زیریں پر واضح نظر آرہے ہیں۔ یہاں پر دوستوں نے عدلیہ، انتظامیہ اور مقننہ کی بات کی جو کسی ملک کے basic pillars ہوتے ہیں، یہ الگ بات ہے کہ طریقہ کار بدلا جاتا ہے۔ کبھی صحافت پر حملے ہوتے ہیں، ان کو مارا جاتا ہے اور کبھی ہمارے پارلیمان کے ساتھیوں کو دھمکیاں دی جاتی ہیں۔ پچھلے دنوں یہاں پر رضا ربانی اور زاہد خان صاحب کے بارے میں بات ہوئی۔ ایک بات honourable Chairman Senate کے بارے میں بھی ہوئی، ہمارے معزز چیئرمین کی security کے سلسلے میں بات ہوئی کہ ان کو threats کے حوالے سے کوئی جگہ ہونی چاہیے جبکہ security میں کمی ہو رہی ہے۔ اگر ہم ان تمام واقعات کو سامنے رکھیں تو یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ جب ایسی قوتیں آکر حملہ آور ہوتی ہیں تو پھر یہ کہا جاتا ہے کہ اگر ایک سپاہی مارا گیا تو اس کے بدلے دس

دہشت گرد مارے جائیں گے اور اگر ہم پر حملہ ہوا تو ہم اس کا جواب دیں گے۔ بنیادی سوال یہ ہے کہ پچھلے دنوں وزیر داخلہ صاحب نے اپنے views share کیے اور کمیٹی میں یہ بات کہی کہ ہمارے intelligence کے ادارے چاہے صوبائی ہوں یا وفاقی سطح کے ہوں، ان کے درمیاں coordination نہیں ہے اور اس وجہ سے یہ صورتحال ہے۔ اس coordination کے بعد آج جو واقعہ ہوا ہے، اس میں ہم ان چیزوں کو کہاں تک control کر سکے ہیں۔ اگر ہمارے دارالخلافہ اسلام آباد میں ایسے حالات ہو رہے ہیں اور آج اگر High Court پر حملہ ہوا ہے تو کیا کوئی guarantee دے سکتا ہے کہ کل کو ہمارے قریب ہی جو عدلیہ ہے جس کا سب سے اعلیٰ مقام ہے، کیا کل کو Supreme Court اس سے محفوظ رہے گی؟ جناب! ایسی صورتحال ہے جس میں سنجیدگی سے سوچنے اور سمجھنے کی ضرورت ہے۔ میں اپنے جذبات کا اظہار کروں گا کہ ہمارے وزیر داخلہ صاحب اس بات کو جواز بنا کر گئے ہیں کہ پچھلے اجلاس میں سوال و جواب کی بنیاد پر کچھ تلخی پیدا ہوئی تھی تو وزیر داخلہ اس وجہ سے ہمیں briefing نہیں دیتے اور ہمیں صورتحال نہیں بتائی جاتی۔ جب ایوان بالا اور ایوان زیریں کے نمائندوں کے علم میں وہ بات نہیں ہو گی تو ہم یہ کیونکر کر سکتے ہیں کہ ایوان بالا اور ایوان زیریں کے تمام ممبران مل کر اس ملک کی security کے لیے ایسا لائحہ عمل تیار کر سکیں جس سے ہمارے ملک کو اس صورتحال سے نجات ملے۔

میں آخر میں یہ کہنا چاہوں گا اور اس پر زور دوں گا کہ وزیر داخلہ صاحب یہاں آ کر ہمیں briefing دیں اور وہ تمام معلومات فراہم کریں جن کی بنیاد پر ہم بھی ان کو رائے دے سکیں۔ یہاں پر point scoring کی بات نہیں ہونی چاہیے، یہ نہ (ن) لیگ اور پیپلز پارٹی کا مسئلہ ہے اور نہ ہی کسی دوسری پارٹی کا مسئلہ ہے بلکہ ہمارے سامنے فنا اور بقا کا مسئلہ ہے۔ اگر ہم نے اس ملک اور system کو چلانا ہے تو کم از کم ان دونوں ایوانوں کو on board لے کر policy بنانی چاہیے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: حافظ حمد اللہ صاحب۔

سینیٹر حافظ حمد اللہ: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ میرے علم میں نہیں ہے کہ آج کے شہدا کے لیے فاتحہ خوانی ہوئی ہے یا نہیں تو اگر آپ کی اجازت ہو تو سب سے پہلے ان شہدا کے لیے فاتحہ خوانی کر لیں۔

جناب چیئرمین: بالکل اس incident میں جو لوگ شہید ہوئے ہیں، ان کے لیے فاتحہ خوانی کر لیں۔

(فاتحہ خوانی کی گئی)

سینیٹر حافظ حمد اللہ: شکریہ۔ جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ سب سے پہلے آج کے افسوسناک واقعے کی جو پاکستان کے دارالحکومت اسلام آباد میں ہوا، جمعیت علمائے اسلام بھرپور مذمت کرتی ہے۔ اس واقعے میں جو لوگ شہید ہوئے، جن میں ہماری عدلیہ کے ایک قابل محترم جج بھی شہید ہوئے اور ان کے ساتھ جتنے دیگر لوگ بھی شہید ہوئے، ان کے ساتھ اظہار ہمدردی اور یکجہتی کرتے ہیں۔ جو لوگ زخمی ہوئے ہیں، ان کی صحت یابی اور شفا کی دعا کرتے ہیں۔ جناب والا! گزارش یہ ہے کہ چند دن پہلے قومی اسمبلی میں وزیر داخلہ صاحب نے قومی سلامتی پالیسی کا اعلان کیا جو کہ تقریباً سو صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں سب سے پہلی بات یہ ہے کہ اس کا title تین حصوں خفیہ، strategic اور operational پر مشتمل ہے۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ اصل پالیسی وہ ہے جو خفیہ ہے باقی دو حصے صرف دکھاوے کے لیے ہیں۔ لہٰذا جب آپ کی سلامتی پالیسی خفیہ ہو گی تو اس پر ایوان کیسے تبصرہ کرے گا، ایوان کے اراکین کیسے تبصرہ کریں گے اور اس کا منفی اور مثبت پہلو کیسے معلوم ہو گا۔ دوسری بات یہ کہی گئی کہ اس ملک میں تقریباً 26 intelligence ادارے ہیں جو اس ملک کے استحکام اور مضبوطی کے لیے کام کرتے ہیں۔ انہوں نے 26 کی تعداد بتائی، اس پر electronic and print media نے تبصرے بھی کئے ہیں کہ America کے بعد سب سے زیادہ intelligence کے ادارے پاکستان میں کام کر رہے ہیں۔ اب اس کی کیا وجہ ہے کہ ہم 12 سال سے پورے ملک میں خون خرابہ دیکھ رہے ہیں، کراچی سندھ کا دارالحکومت ہے، کوئٹہ بلوچستان کا دارالحکومت ہے اور پشاور خیبر پختونخوا کا دارالحکومت ہے، ان کے حالات آپ کے سامنے ہیں۔ اسلام آباد پورے پاکستان کا دارالحکومت ہے، اس کے حالات بھی آپ کے سامنے ہیں، یہ حالات کون خراب کر رہے ہیں، یہ کہا جاتا ہے کہ نامعلوم نے کئے ہیں، اغواء کس نے کئے، نامعلوم افراد نے کئے، target killers کون ہیں، وہ بھی نامعلوم ہیں، کس نے لوٹ مار کی، وہ بھی نامعلوم نے کی، آج کا واقعہ بھی نامعلوم افراد نے کیا ہے۔ اس کے معنی ہیں کہ اس ملک میں ایک ایسا ادارہ اور قوت ہے جو نامعلوم ہے اور اس ملک کو چلا رہا ہے پھر ہم کیوں نہ اس ملک کو اس قوت کے حوالے کر دیں۔ آئندہ election 2018 کے ballot paper میں ایک خانہ

نامعلوم کے لیے ہو، باقاعدہ symbol ہو، لوگ اس کو بھی vote دیا کریں کیونکہ نہ intelligence 26 ادارے ریاست چلانے والے ہیں اور نہ ہمیں تحفظ دے سکتے ہیں، نہ عدالت کو تحفظ دے سکتے ہیں، نہ سرحدوں کو محفوظ رکھ سکتے ہیں اور نہ عام شہری کو محفوظ رکھ سکتے ہیں تو پھر ان کی ذمہ داری کیا ہے۔ میرے خیال میں جب سب کچھ نامعلوم کر رہے ہیں تو پھر یہاں پر ہمارے بیٹھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

جناب! دوسری بات یہ ہے کہ جب سلامتی پالیسی کی بات ہو گی تو تب اس پر بات کریں گے لیکن یہاں پر مدارس کی بات ہوئی ہے کہ مدارس سے دہشت گرد نکلتے ہیں۔ جن دوستوں نے سلامتی پالیسی کو پڑھا ہے، وہ اس میں دیکھیں، اس میں کالعدم تنظیموں کی فہرست بھی ہے اور ہر کالعدم تنظیم کے سربراہ کا نام بھی ہے۔ ایک شخص ایک نام سے ایک تنظیم کو lead کر رہا ہے اور اس تنظیم کو ریاست کالعدم قرار دیتی ہے پھر اسی تنظیم کو دوسرے نام سے بنا کر وہی شخص lead کرتا ہے تو پھر یہ کیسے جائز ہے۔ آپ خود اندازہ لگائیں کہ ہماری سلامتی کی پالیسی جھوٹ پر مبنی ہے، آپ ایک طرف کہتے ہیں کہ یہ کالعدم تنظیم ہے، دوسری طرف جس کالعدم تنظیم کو جو شخص lead کر رہا ہے، وہی شخص کسی اور نام سے تنظیم بنا رہا ہے اور lead کر رہا ہے۔ ببانگ دہل کہتے ہیں کہ میں نے مقبوضہ کشمیر میں 8000 لوگ مروائے پھر آپ India کو کیسے جواب دیں گے کہ ہم India میں مداخلت نہیں کرتے۔ ہم بار بار کہتے ہیں کہ سچ سے کام چلے گا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روایت بھی ہے (عربی) کہ سچ نجات کا ایک ذریعہ ہے اور جھوٹ ہلاکت اور تباہی کا ایک ذریعہ ہے۔

جناب! دوسری بات یہ ہے کہ اسامہ بن لادن کس مدرسے سے برآمد ہوا؟ وہ کاکول کی نظروں کے نیچے سے برآمد ہوا، ادھر کوئی مدرسہ نہیں تھا اور شکیل آفریدی بھی کسی مدرسے کا تربیت یافتہ نہیں تھا اور ڈاکٹر عافیہ بھی کسی مدرسے کی تربیت یافتہ نہیں تھیں۔ آج سلامتی پالیسی میں یہ لکھا گیا ہے کہ ان مدارس پر بھی نظر رکھیں گے جہاں پر بچیاں پڑھتی ہیں، لال مسجد کو بنیاد بناتے ہیں اور لال مسجد کے خطیب کو بھی آپ تنخواہ دے رہے ہیں، وہ اوقاف کے ملازم ہیں۔ جناب چیئرمین صاحب! اگر ہم واقعی صحیح معنوں میں اس ریاست اور اس کو چلانے والوں کا تجزیہ کریں تو ہماری باتوں، عمل اور روش میں تضاد ہے اور یہ تضاد ریاست کو نقصان پہنچاتا ہے، اس ملک اور اس ملک کے عوام کو نقصان پہنچاتا ہے۔ اس لیے جمعیت علمائے اسلام عدالتوں، امام بارگاہوں، مسجدوں، عوامی مقامات پر بم دھماکوں اور

جہاں پر بے گناہ لوگ مارے جاتے ہیں، اس کو جہاد نہیں فساد سمجھتی ہے۔ اس کی سرپرستی کون کر رہا ہے، آج تک ایک دہشت گرد کیوں نہیں پکڑا گیا یہ کسی دہشت گرد کو سزا نہیں ملی۔ اس کے معنی ہیں کہ سرکار خود دہشت گردی کر رہی ہے، اگر سرکار خود دہشت گردی نہیں کر رہی تو پھر دہشت گردوں کی سرپرستی کر رہی ہے، سرکار خود مجرم ہے یا پھر مجرموں کی سرپرستی کر رہی ہے، ان دونوں میں سے کوئی ہے۔

جناب! اب یہ کون معلوم کرے گا، intelligence 26 ادارے معلوم کریں گے لیکن وہ کیسے معلوم کریں گے، وہ تو F-8 کچہری کا دھماکہ بھی control نہیں کر سکے۔ کچہری میں دو آدمی آتے ہیں، وہ ہر کمرے میں جا کر جج کو بھی مارتے ہیں، وکیل کو بھی مارتے ہیں، یہ دو منٹ میں نہیں ہو سکتا، اس پر کافی وقت لگتا ہے پھر وہی آدمی grenade بھی پھینکتے ہیں اور اپنے آپ کو بھی blast کرتے ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کسی نے مزاحمت کیوں نہیں کی۔ آج کے اخبار میں تھا اور آج سے ایک ہفتہ پہلے security کے ادارے اور ایجنسیوں والوں نے کہا کہ اسلام آباد میں خواتین خود کش بمبار موجود ہیں اور اتنے خود کش مرد نوجوان اور خواتین بمبار آئے ہیں، آپ کو جب یہ تمام چیزیں معلوم ہیں تو پھر حساس جگہوں کو تحفظ کیوں نہ دے سکے۔ کیا کوئی یہ guarantee دے سکتا ہے کہ خدانخواستہ کل پارلیمنٹ میں دھماکہ نہیں ہو گا، اگر Indian Parliament میں دھماکہ ہو سکتا ہے تو کیا آپ کی پارلیمنٹ میں دھماکہ نہیں ہو سکتا، کیا اس کا تحفظ فرشتے کریں گے۔ جناب چیئرمین! اس لیے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ حملہ آور کس راستے سے آئے، media پر یہ کہا گیا ہے کہ باہر تین Vigo گاڑیاں کھڑی تھیں اور وہ واردات کر کے آرام سے چلے گئے۔ آپ کے جج police سمیت road پر بھاگ رہے تھے، ان کو دانیال عزیز نے گھر سے نکل کر تحفظ دیا، یہ تمسخر نہیں تو کیا ہے۔ ہم دنیا کو کس منہ سے اپنا پیغام دے رہے ہیں کہ یہ کیسی ریاست ہے، یہ کس طرح کا ملک ہے، یہ کون چلا رہا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اس ملک میں ہمارے intelligence ادارے اتنے مضبوط نہیں ہیں جتنے اس ملک میں CIA کے ادارے مضبوط ہیں، بیرونی ممالک کے ادارے مضبوط ہیں۔ آج تک کوئی دہشت گرد نہیں پکڑا گیا، نہ کسی کو سزا ہوئی اور نہ کوئی قاتل پکڑا گیا۔

جناب والا! طالبان سے مذاکرات کی بات ہوئی، ہم نے آپ کی security کا سنا، سب کو threat ہے، ہر رکن پارلیمنٹ کو threat ہے۔ اسفند یار پر حملہ ہوتا ہے، اس کا پتا نہیں چلتا کہ کیوں

حملہ ہوا، اس نے کیا جرم کیا تھا، بشیر بلور پر حملہ ہوتا ہے، مولانا فضل الرحمٰن صاحب پر حملہ ہوتا ہے، بے نظیر صاحبہ دہشت گردی کے حملے میں شہید ہو جاتی ہیں، آپ کو threat ہے، ہماری قیادت کو threat ہے، تمام سیاسی قوتوں کو threat ہے تو پھر محفوظ کون ہے۔ GHQ اور کامرہ بھی غیر محفوظ ہیں، Naval بھی غیر محفوظ ہے، India and Pak border بھی غیر محفوظ ہے، افغانستان اور پاکستان کی سرحد بھی غیر محفوظ ہے اور ایران اور پاکستان کی سرحد بھی غیر محفوظ ہے، محفوظ کیا ہے، اگر محفوظ ہے تو قبرستان محفوظ ہے۔ جناب والا! اس طرح ملک کو چلانا ہے تو یہ ملک ڈوب جائے گا۔ آپ کا شکریہ۔

جناب چیئرمین: آپ کا شکریہ۔ کرنل (ریٹائرڈ) طاہر حسین مشہدی۔

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you Mr. Chairman. First of all on behalf of MQM I offer heartedly condolences to all those who have lost their lives in the two drastic attacks in this morning by these monsters who call themselves human beings, both in the Khybar Pukhtunkhwa and the Capital of the Islamic Republic of Pakistan in Islamabad. We also pray that the injured are restored to full health. May Allah save Pakistan and all those who live in it Sir, I have studied history, never in the history of mankind has a government surrendered or ceasefired for its right to establish the writ of the government, as this government has done yesterday. It is the first time I have heard of this and those governments which have done this, they have gone on the dustbin of history, they were overtaken by the rebels and those governments ceased to exist and those governments who did give up their right of establishing the writ of the government, i.e. use of force against rebels who take up arms against the state, they do it because of fear, of cowardness, of lack of vision because they have lost, they have no policy and because they are unable to act to save the nation.

The nation trusts the government because the state is important thing never the government, the governments come and go the state remains. The state of Pakistan will remain even if our governments continue to make these mistakes that they are making. You never do ceasefire with rebels, with rebellious hoards, with barbarians.

یہ وہ لوگ ہیں جو ہمارے پاکستانیوں، چاہے وہ فوجی ہوں یا civilians ہوں، ان کی جانوں کے ساتھ کھیلتے ہیں۔ یہ اتنی زیادہ بے حرمتی کرتے ہیں کہ سر کاٹ کر اس کے ساتھ فٹ بال کھیلتے ہیں، یہ بچیوں کو سڑک پر لٹا کر کوڑے مارتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم بہت ہی بہادر ہیں۔ ان کے ساتھ ہماری حکومت لاڈ پیار دکھا رہی ہے اور ہماری بہادر فوج کو روکتی ہے کہ ان پر strike نہ کریں۔ آپ نے اپنی فوج کے اور law enforcing agencies کے ہاتھ باندھ دیے ہیں اور ان کو ایک open playing field دے دی ہے۔ وہ اس nuclear ملک پر حملہ کرتے ہیں کہ جس کے پاس دنیا کی بہترین فوج ہے، جس کے لوگ بہادر ترین ہیں اور وہ اس کے capital city میں judiciary کو hit کرتے ہیں۔ Generals کو وہ مار رہے ہیں، Judges کو وہ مار رہے ہیں، غریب عوام کو وہ مار رہے ہیں، Prime Minister کے بیٹے کو وہ kidnap کر کے لیجا رہے ہیں، روزانہ banks لوٹ رہے ہیں، بچوں کو پیسے کی خاطر یرغمال بنا رہے ہیں اور آپ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کے ساتھ مذاکرات کر رہے ہیں۔ آپ ان کے supporters کے ساتھ مذاکرات کر رہے ہیں، یہ بڑے liberal لوگ ہیں، انگلینڈ، امریکہ میں رہنے والے، ڈانس وغیرہ کرنے والے لوگ ہیں، یہ کہتے ہیں کہ ان کے ساتھ مذاکرات کرو، آپریشن نہ کرو، یہ اس وجہ سے ہے کہ ان ملکوں میں ان کے بچے پلتے ہیں۔ یہ apologists ان کو شہ دیتے ہیں اور جو ان کے political spokesmen ہیں وہ ان کو نچا رہے ہیں، کہا جاتا ہے کہ یہ کوئی تیسری قوت ہے، یہ طالبان نہیں ہیں وہ تو بہت اچھے ہیں، وہ کسی کو نہیں مارتے۔ خدا کے لیے with immediate effect اپنی فوج کو order کرو کہ ان طالبان کو تباہ کریں، see and destroy them کیونکہ ان کے ساتھ تو آپ کا کوئی واسطہ ہی نہیں ہے، ان کے ساتھ تو آپ نے کوئی talk نہیں کرنی ہے، وہ تو کسی کو مار ہی نہیں رہے۔ لہٰذا آپ تیسری قوت کے ساتھ dialogue شروع کر دیں کیونکہ آپ کے لیے dialogue بہت important ہے۔ آپ ان کے ساتھ dialogue کریں جو کہ آپ

کے لوگوں کو مار رہے ہیں۔ وہ جنہوں نے ہتھیار اٹھائے ہوئے ہیں، جو اس حکومت کے خلاف ہیں، وہ Constitution of Pakistan کو نہیں مانتے، وہ judiciary کو نہیں مانتے، وہ پارلیمنٹ کو نہیں مانتے، وہ قائداعظم کے پاکستان کو نہیں مانتے، liberal, modern, tolerant Pakistan کو نہیں مانتے تو پھر آپ کس کے ساتھ dialogue کرنا چاہتے ہیں۔ آپ کیوں آپریشن نہیں کر رہے؟

جناب چیئرمین: شکریہ کرنل صاحب۔

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی: جناب! دوسروں کو اتنا وقت دیا گیا ہے اور میرے لیے وقت نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: اور بہت سارے members نے بات کرنی ہے تو میں چاہ رہا ہوں کہ آپ conclude کر لیں۔

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی: یہ میری پارٹی کے ساتھ ناانصافی ہے۔

جناب چیئرمین: آپ کے ساتھ قطعاً ناانصافی نہیں کریں گے۔

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی: اتنے حضرات بولے تو کسی کو نہیں کہا اور جب میں بول رہا ہوں تو آپ time limit لگا رہے ہیں، دوسرے ممبران تو آدھا آدھا گھنٹہ بولے ہیں۔

Mr. Chairman: We have to give opportunity to other members also.

آپ سے request ہے کہ conclude کر لیں۔

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی: شکریہ۔ ہماری بہت بہادر فوج ہے جو کہ Constitution کے تحت کام کر رہی ہے، جو Constitutional requirements کو

people of وہ ،پر ہے back and call کرتی ہے، وہ آپ کی obey کرتی ہے اور آپ کو meet When the government fails, we call کرتے ہیں۔ protection کی Pakistan upon the Pakistan Armed Forces in aid of civil power. For God's sake this Government should wakeup and call the army at per the Constitution of Pakistan in aid of civil power کیونکہ ہم ساٹھ ہزار جانوں کی قربانی دے چکے ہیں، اب پاکستان کے عوام تیار نہیں ہیں کہ وہ درندے، بدمعاش، ڈاکو، چور ہمارے بچوں، عورتوں اور بزرگوں کو بے دردی سے ماریں اور آپ ان کو ایک state کی حیثیت سے سامنے بٹھا کر مذاکرات کریں ۔ آج انہوں نے جو حرکت کی ہے اس پر ان کو قوم معاف نہیں کر سکتی، انہوں نے پاکستان کے کیپیٹل اسلام آباد پر حملہ نہیں کیا، انہوں نے پاکستان کی غیرت پر حملہ کیا ہے، پاکستان کی آن اور شان پر حملہ کیا ہے۔ یہ حکومت from the immediate effect پاکستان آرمی کو order کرے کہ ان درندوں کو see and destroy کرے، اس لعنت اور militancy کو state of Pakistan سے immediately destroy کرے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ سحر کامران صاحبہ۔

سینیٹر سحر کامران: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب چیئرمین! آج کا جو المناک واقعہ ہے، یہ ہم سب کے لیے ایک بہت بڑا سوالیہ نشان ہے۔ آج پاکستان کا شہری، security forces، عدلیہ، وکلاء، بچے، media اور مستقبل محفوظ نہیں ہے۔ کیا ceasefire episode ایک political slogan ہے اور اس political slogan کی survival کے لیے روزانہ شہادتوں کا سلسلہ جاری رہے گا؟ ہم روزانہ رسمی طور پر condemn کرتے رہیں گے اور یہ دہشتگردی جاری رہے گی؟ میں ابھی یہاں آنے سے پہلے PIMS Hospital سے ہو کر آ رہی ہوں۔ گیارہ لوگ شہید ہو چکے ہیں، سات critical حالت میں ہیں، تین burn centre میں ہیں، گیارہ وارڈ میں ہیں، ابھی ہمیں نہیں معلوم کہ کون survive کرے گا۔ یہ ایک بہت بڑا المیہ ہے، اس نے حکومت کے ان دعووں کی قلعی کھول دی ہے کہ دارالخلافہ اسلام آباد میں foolproof security ہے۔ وہ security کہاں ہے؟ سکیورٹی پالیسی ایک document ٹی وی پر، کیبنٹ میں زیر بحث رہے گا اور روز پاکستان کے عوام مرتے رہیں گے۔ یہ المیہ روزانہ دہرایا جائے گا اور ہم نئی شہادتوں کو دیکھنے کے لیے ایک نئے دن کی طرف چلے جائیں

گے۔ یہ ایک بہت بڑا المیہ ہے۔ یہاں پر کس کو تحفظ حاصل ہے۔ پاکستان کی عدالتوں کو تحفظ نہیں ہے، کوئی عدلیہ کسی دہشت گرد کا مقدمہ چلائے تو وہ عدم تحفظ کا شکار ہوتی ہے۔ پاکستان کے عوام نفسیاتی دباؤ کا شکار ہیں۔ کوئی تحفظ کا احساس نہیں ہے۔ماؤں کو اپنے گھر سے بچوں کو بھیجتے ہوئے یہ پتا نہیں ہوتا کہ وہ واپس آئیں گے کہ نہیں۔ یہ وہ ملک ہے جہاں سلیمان تاثیر کے قاتلوں پر مقدمہ نہیں چلتا، جہاں سابق وزیراعظم کا بیٹا اغوا ہو جاتا ہے اور اس کی رہائی نہیں ہوتی اور ہم مذاکرات کی بات کرتے ہیں۔ سیزفائر کی بات کرتے ہیں۔ یہ کیا ہے اور پاکستان کا مستقبل کیا ہے۔ یہ ایک tactical move تھی۔ آج صرف فرق یہ ہے کہ TTP اس کی ذمہ داری نہیں لے رہی تو پھر دہشت گرد کون ہے؟ ان کو کون identify کرے گا، ان کے pockets کدھر ہیں ، ان کے high dots کدھر ہیں، کہاں ہے ہماری وزارت داخلہ اور حکومت جو یہ دعویٰ کر رہی تھی کہ اسلام آباد میں fool proof security ہے۔اتنی شہادتیں کسی جنگ میں نہیں ہوئیں جتنی ان دہشت گردوں کے ہاتھوں ہوئی ہیں اور پاکستان کے عوام کب تک خاموش یہ دیکھتے رہیں گے کہ پاکستان کے ایوانوں میں کیا ہو رہا ہے۔ پاکستان کی حکومت کیا کر رہی ہے۔ان دہشت گردوں کے خلاف ہمیں بھرپور کارروائی چاہیے، ہمیں امن اور تحفظ چاہیے we need safe, secure peaceful, progressive Pakistan ہمیں امن چاہیے۔شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی مشاہد حسین سید صاحب۔

Senator Mushahid Hussain Syed: Thank you very much Mr. Chairman.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔پہلے تو میں بہت warmly welcome کرنا چاہتا ہوں ہمارے نوجوان دوست اور ساتھی یہاں آئے ہیں

From National Youth Parliament of Pakistan, please all of you stand up, lead by the President of the National Youth Parliament Mr. Tausif Abbasi including the Foreign Minister Mr. Saad Khan *Sahib*, including the Information Minister Hina Anwar *Sahiba*

یہ جاندار لوگ ہیں۔ یہ ہمارا مستقبل ہیں اور ان میں کرنٹ ہے۔ میرا خیال ہے کہ حکومت کو بھی چاہیے کہ وہ ان سے سیکھے کیونکہ انہوں نے مجھ سے آکر ملاقات کی اور انہوں نے مجھے National Defence Policy دی ہے، جو ان کے 10 points ہیں میرے خیال میں حکومت کے اسی صفحوں سے بہت بہتر ہیں۔

Well done National Youth Parliament please have seat. Sir, today is a black day in the history of Islamabad and our hearts bleed sir, you also represent Islamabad, I also have the honour of representing the federal capital.

آج کا یہ واقعہ وفاقی حکومت کے گھر میں ہوا ہے، ان کے گڑھ میں ہوا ہے، دن دیہاڑے ہوا ہے۔ ایک ہفتہ پہلے DG Counter Terrorism طارق لودھی نے سینیٹ کی کمیٹی کو بریفنگ دی تھی اور انہوں نے کہا تھا کہ اسلام آباد کو بڑا خطرہ ہے۔ اسلام آباد میں کسی وقت کچھ بھی ہوسکتا ہے۔ اگلے دن ان کے boss وزیرداخلہ چوہدری نثار علی خان صاحب نے بیان دیا کہ نہیں نہیں، سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، یہاں چڑیا بھی نہیں پھڑکے گی۔ Islamabad has a fool proof security, it is safe and secure and nothing can happen in Federal Capital because the Federal Government is responsible. باقی واقعات ہوتے ہیں تو وہ کہتے ہیں صوبائی حکومتیں ذمہ دار ہیں۔ میں وفاقی حکومت کی بات کر رہا ہوں کہ اس سے بڑی ناکامی، اس سے بڑی نالائقی نہیں ہوسکتی کہ لوگ آئے، بڑے سکون سے آئے and I commend Senator Sehar Kamran that she is the first Parliamentarian to go to the hospital to show solidarity, چالیس منٹ تک آرام سے، تسلی کے ساتھ انہوں نے اپنی کارروائی کی۔ ججز کو شہید کیا، وکلاء کو شہید کیا، لوگ جان بچا کر وہاں سے بھاگے۔ میں ادھر ہی ایف ایٹ کے نزدیک رہتا ہوں، ہمیں فائرنگ کی آواز آرہی تھی۔ چوہدری شجاعت صاحب کا گھر is next door to this place صبح نو بجے ان کے گھر فائرنگ کی آواز آرہی تھی۔ ہم نے کہا پتا نہیں کیا کوئی gun battle شروع ہوگئی ہے is it Mogadishu یہ صومالیہ کا Capital ہے یا Islamic Republic of Pakistan کا Capital ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑا حکومت کا failure نہیں ہوسکتا۔ ایک طرف ہم بات کرتے ہیں counter terrorism policy کی اور پھر ساتھ یہ بھی کہا گیا کہ یہ وہ لوگ

نہیں ہیں جن سے ہم مذاکرات کر رہے ہیں تو پھر میرا خیال ہے ان سے بھی مذاکرات کی درخواست کردیں یہ کوئی different group ہوگا obviously Government کہتی ہے کہ give peace a chance, they have given the Government a chance for last nine months. The people of Pakistan are very upset on this thing. میں بتا رہا ہوں کہ sentiment is becoming very strong. ابھی حال ہی میں ، میں کراچی گیا تھا۔ پچھلے دنوں ہم بلوچستان بھی گئے تھے and even the business community is worried وہ کہہ رہے ہیں کہ یہ ملک کس طرف جا رہا ہے ، کس طرف اس ملک کو لے جا رہے ہیں اور حکومت کی priorities کیا ہیں۔

جناب چیئرمین ! میں سمجھتا ہوں کہ terrorism issue is very important, National Security issue is an issue which is a national issue, which is above partisan politics اس میں ہم سیاست نہیں کھیلنا چاہتے and the Government should also be very clear on that but Government should show some sort of commitment, some sincerity. National Security Policy قومی اسمبلی میں پیش ہوتی ہے۔ Mr. Chairman, We have not seen the National Security Policy presented in the Senate of Pakistan. وزیرداخلہ نے مجھے خود commitment دی تھی کہ آپ Defence Committee کے member ہیں that you are working on جناب چیئرمین! آپ کو یاد ہے we had worked on the Counter Terrorist strategy آپ کو ہم یہ پیش کریں گے۔ انہوں نے ابھی تک یہ گوارا نہیں کیا کہ یہ share کی جائے with Upper House of the Parliament. اور Upper House کا یہ حال ہے کہ اس حکومت کو almost it is about ten months or so وزیراعظم اس ہاؤس میں تشریف نہیں لائے۔ وزیرداخلہ اس ایوان کا بائیکاٹ کر رہے ہیں تو you can see there is little or no respect for Parliament and I feel Mr. Chairman, the time has come that you should request the Leader of the House to take this House seriously اور باقی کام چھوڑ دیں۔ کل بھی ایک article آیا ہے کہ SROs issue ہو رہے ہیں ، اپنے لوگوں کو نوازا جا رہا ہے ، دوسرے کے

کاموں پر کام ہو رہا ہے، کوئی business interests ہیں کوئی vested interests ہیں this country is at a cross roads اور وہ cross roads is very clear اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ situation چلتی گئی تو people will say that we want law and order, peace at all costs and this can also not just destabilize this Government but also the democratic system because the first priority of any Government is the preservation, promotion and protection of people's life and property in which this Government has totally failed. Thank you very much.

جناب چیئرمین: شکریہ۔ کاظم خان صاحب۔

سینیٹر محمد کاظم خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ میں بات شروع کروں تو کہاں سے کروں۔ بات اصل میں یہ ہے کہ یہ بڑا ہی دردناک واقعہ ہے۔ مذمت کرنا تو عام بات چل رہی ہے، یہ ایک routine matter ہے کہ واقعہ کی مذمت کر دی، شہدا کے لیے مغفرت کی دعا کر دی۔ میرا اس حکومت سے ایک سوال ہے، State اور چیز ہے اور حکومت ایک اور چیز ہے ۔ حکومت سے میری request یہ ہے ، میں یہ کہوں گا کہ جب معاہدے ہوتے ہیں تو وہ civilized nations کے درمیان ہوتے ہیں ۔میں بہت سوچ سمجھ کر یہ بات کہہ رہا ہوں کہ آیا اگر کوئی معاہدہ ہو رہا ہے تو ان جنگلیوں اور ان درندوں سے ہو رہا ہے ، اگر کوئی لکھت پڑھت ان سے ہوئی تو انہوں نے کہنا ہے کہ ہم تو ان پڑھ تھے ہمیں تو پتا ہی نہیں ہے۔ یہ معاہدہ کس شکل میں ہوگا؟ مجھے آج تک اس بات کی سمجھ نہیں آئی کہ معاہدہ ہوگا تو کن سے ہوگا؟ معاہدہ ان سے ہوتا ہے جو civilized nation کے لوگ ہوتے ہیں اور اس کو وہ abide by کرتے ہیں، اس کی پابندی کرتے ہیں نہ کہ وہ یہ کہہ دیں کہ ہم نے تو پڑھا ہی نہیں ہے۔ اس کے پیچھے ایک بڑا اچھا سا لطیفہ ہے کہ گیدڑ پروانہ کسی نے کہا کہ لکھ دیں تو اس نے کہا کہ یہ تو ان پڑھ ہے اس کو تو پتا ہی نہیں ہے۔ آپ جتنے مرضی مذاکرات کر لیں، ان سے لکھوا لیں کل انہوں نے کہنا ہے ہم تو ان پڑھ تھے۔ آج یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ حملہ ہم نے نہیں کیا اور کل یہ کہہ دیں گے کہ ہم نے یہ معاہدہ ہی نہیں کیا۔ میں حکومت وقت سے کہتا ہوں کہ خدارا احمقوں کی دنیا میں مت رہیں اور عقل کے ناخن لیں۔ حکومت کو چاہیے کہ وہ کوئی ایسا لائحہ عمل بنائے جس سے اس

ملک کے شہری ، اس ملک کی عدلیہ ، اس ملک کے وکلاء اور کاروباری حضرات محفوظ ہوں۔ یہ معاہدہ کر رہے ہیں لیکن مجھے آج تک یہ بات سمجھ نہیں آرہی کہ معاہدہ کس سے کیا جارہا ہے۔ مجھے وزیرِ داخلہ صاحب کم از کم یہ تو بتادیں کہ کن سے معاہدہ ہورہا ہے۔ جو لوگ پڑھے لکھے نہیں، جو آئین کو نہیں مانتے، جو قانون کو نہیں مانتے اور کوئی بات نہیں مانتے، ان سے کیا معاہدہ ہوسکتا ہے؟ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی۔ میں یہی کہوں گا کہ جب معاہدہ کرلیں گے تو ان کا stand یہی ہوگا کہ یہ واقعہ ہم نے نہیں کیا، یہ معاہدہ ہم نے نہیں کیا، ہم تو ان پڑھ تھے، ہمیں تو کچھ پتا ہی نہیں تھا۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ سردار علی صاحب۔

سینیٹر سردار علی خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ چیئرمین صاحب! میں سمجھتا ہوں آج کا جو واقعہ ہوا ہے، تمام معزز ارکان نے اس پر اپنا اظہارِ خیال کیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں سب کی رائے ہے اور سب یہ سمجھتے ہیں کہ ایک ایسا کام اسلام آباد میں ہوا ہے جس کا ہم سب کو افسوس ہے لیکن میں یہاں ایک بات کرنا چاہتا ہوں اور لیڈر آف دی ہاؤس اس بات کو ذرا غور و فکر سے سنیں۔

آج صبح اسلام آباد میں جب یہ واقعہ ہوا تو میں تقریباً دو گھنٹے تک مختلف ٹی۔وی چینلز دیکھتا اور سنتا رہا کہ کیا ہورہا ہے۔ میں نے حکومت کی طرف سے کوئی response نہیں دیکھا کہ کسی government representative نے موقع پر آکر وہاں موجود لوگوں کو یا قوم کو تسلی دی ہو۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ پہلے جب ہم ایوان میں بات کرتے رہے، یہاں یہ بات ہوئی کہ law and order صوبوں کا کام ہے۔ اب جب اسلام آباد میں یہ واقعہ ہوا تو آج بھی میری feeling یہ ہے کہ حکومت اس میں interested نہیں ہے کہ وہ ہمیں کوئی خاطر خواہ جواب دے۔

چیئرمین صاحب! اس کے ساتھ ساتھ میں ایک عرض کرنا چاہتا ہوں کہ it is indeed sad that our enemies are able to inflict such damage and sorrow on us. اس میں تو کوئی شک نہیں ہے کہ یہ بڑے افسوس کی بات ہے but it is very shameful کہ یہ حرکت کرنے کے بعد، وہ حملہ آور بغیر پکڑے جانے کے، بغیر زخمی ہوئے، بغیر ہمارے کچھ کیے، چلے جاتے ہیں۔ چونکہ حکومت تو اس وقت رپورٹ دینے کے قابل نہیں ہے، جو ٹی۔وی چینلز پر آیا اور اس میں جو مختلف لوگوں نے کہا، لوگوں نے بتایا کہ شاید بہت سارے لوگ تھے،

آٹھ، دس یا بارہ لوگ تھے۔ شاید تین گاڑیاں تھیں، تین Vigo گاڑیوں میں آئے۔ لوگوں نے بتایا کہ یہ حملہ آور ایک طرف سے آئے اور دوسری طرف نکل گئے۔

چیئرمین صاحب! میں یہاں اس ہاؤس کو یہ بات بتانا ضروری سمجھتا ہوں، کچھ دن قبل ہم کراچی گئے اور کراچی میں human rights پر باتیں ہوئیں۔ وہاں بھی میں نے اور ہماری کمیٹی نے یہ بات کی کہ کراچی میں جو ہو رہا ہے، ہم یہ نہیں کہتے کہ اسے آپ روکیں۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ پاکستانی چاہے وہ سندھی ہے، مہاجر ہے، پٹھان ہے، بلوچ ہے، کم از کم اس کی عزت ہو اور اس کی ریاست کی طرف سے بے عزتی نہ ہو۔ آپ دیکھتے ہیں کہ کراچی میں ڈبل سواری پر پابندی لگی ہوئی ہے۔ ڈبل سواری پر پابندی اس لیے لگائی جاتی ہے کہ ریاست یہ سمجھتی ہے کہ شاید کوئی چھوٹا دہشت گرد گلی سے نکل کر اچانک کوئی واقعہ کرکے بھاگ جائے گا لیکن چیئرمین صاحب! آپ دیکھ رہے ہیں کہ جہاں واقعہ ہوا، میں آپ کو کیا سمجھاؤں گا، آپ تو ہیں ہی اسلام آباد کے رہنے والے اور آپ اس ایوان کے custodian ہیں اور الحمدللہ، آپ کی جو اس وقت حیثیت ہے، آپ ہمارے ساتھ آواز بلند کریں۔ آپ اس بدقسمتی کو دیکھیں کہ جہاں یہ واقعہ ہوا ہے، اس کے ساتھ آئی۔جی، پولیس کا دفتر ہے، جہاں یہ واقعہ ہوا ہے، اس کے ساتھ ڈی۔آئی۔جی کا دفتر ہے، ایس۔ایس۔پی کا دفتر ہے۔ وہ جگہ اسلام آباد کی پوری ایڈمنسٹریشن کا centre ہے۔ یہاں ہم دیکھ رہے ہیں کہ کوئی حال ہی نہیں۔ There is nobody who is responsible. مجھے اس بات سے غرض نہیں کہ وزیرِ داخلہ کیوں نہیں آتے لیکن چونکہ بار بار اس ایوان میں کہا گیا، میں حاجی صاحب کو متوجہ کر رہا ہوں، یہاں کہا گیا کہ law and order صوبوں کا معاملہ ہے۔ آج اگر law and order کا واقعہ اسلام آباد میں ہوا ہے تو کون اس کا ذمہ دار ہے۔ جہاں تک لیڈر آف دی ہاؤس کا تعلق ہے، وہ میرے لیے بہت ہی قابلِ قدر، نفیس اور اچھے انسان ہیں، چونکہ وہ یہاں حکومت کو represent کر رہے ہیں، میں ان سے کہوں گا کہ یہ کتنی بری بات ہے کہ جو آدمی اس واقعے کا responsible ہے، وہ یہاں آنا اپنی بے عزتی سمجھتا ہے۔ He thinks it is an insult that he should be answerable to the people of Pakistan. میں سمجھتا ہوں کہ آج کا دن اسلام آباد کی تاریخ کا ایک سیاہ دن ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: حاجی صاحب! آپ بات کر چکے ہیں، حمزہ صاحب کی باری ہے۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب! ان کی باری اپنی جگہ ہے لیکن ہم سے یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ وزیرِ مملکت آئیں گے، وہ بھی تشریف نہیں لائے تو ہم کیا بات کریں۔ وفاقی وزیر یہاں نہیں آتے جبکہ پرائم منسٹر تو اس ہاؤس سے ڈرتے ہیں۔ ہم چلے جاتے ہیں، وہ آئیں۔ ہم walk out کرجاتے ہیں۔

(اس موقع پر اپوزیشن کے اراکین ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب چیئرمین: جی لیڈر آف دی ہاؤس۔

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق: میں نہیں سمجھتا کہ عمر کے اس حصے میں حاجی صاحب طالبان بن سکتے ہیں۔ میں نے یہ گزارش کی تھی کہ ایک تو بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ سوموار اور منگل کو دو دن، private members' day ہوگا، اسی لیے میں یہ resolution بھی move کرنا چاہتا تھا تاکہ آج کی یہ بحث کل تک carry forward ہو اور حکومتِ پاکستان کی طرف سے کوئی آکر ایک authentic briefing دے۔ مجھے یہی message ملا تھا۔

Mr. Chairman: You may move the motion.

Motion Under Rule 263: Redesignation of Private Member's Day

Senator Raja Muhammad Zafar-ul-Haq: Sir, I beg to move under Rule 263 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012, that the requirements of Rule 25 of the said Rules regarding allotment of time for transaction of business, may be dispensed with for the remaining 102nd Session to the extent to designating Tuesdays dated 4th and 11th March, 2014 as private members' days, in addition to Mondays falling on 3rd and 10th of March, 2014.

Mr. Chairman: I put this motion before the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Hamza *sahib*, would you like to speak today or would you want to take the floor tomorrow?

سینیٹر حمزہ: کل ہی بہتر رہے گا۔

Direction of the Chairman:

a) The Security Policy Document by Placed before the Senate.

b) Submission of Report of the Terrorist Activity in Islamabad District Courts.

Mr. Chairman: Ok. Raja *sahib*, there are two important things which I wanted to bring before the House also. Point is this why this House has been ignored by not placing the Security Policy Document before this House. I would certainly ask the treasury benches and the Government, if that document was furnished to the National Assembly, the same should have been furnished to this House as well. If the Interior Minister was not able to come to this House to give a policy statement but at least, the document which has been placed before the Lower House, should have come to this House. Certainly, I would require that the Security Policy Document should come to this House.

Secondly, it was suggested to have a report. Simply having a report is not sufficient. I hail from Islamabad, I know, my colleagues have been injured, even my former Clerk got a bullet

injury. My close associates who remained Bar Presidents over there, they all are injured and they are lying in PIMS Hospital. Raja *sahib*, I feel that a report should come and particularly and specifically, whether there was any negligence by the Police. If so, who were those officials responsible for providing the guard and security to the court premises and what action has been taken. Certainly, we would like to have report, if somebody is responsible for negligence on his part, whether it is Police or security, if there is a negligence, we must pinpoint who are those responsible and what action Government has taken against them.

Interior Minister *sahib*, we are adjourning the House. We would like to have a report tomorrow and I have also given certain decisions on this but we do not like to proceed with the normal business. In view of the sad incident in Islamabad, the normal business of the House will not be taken up today, so, the House is adjourned to meet again on Tuesday, the 4th March, 2014 at 10:30 am.

[The House was then adjourned to meet again on Tuesday, the 4th March, 2014 at 10:30 am.]